اہل تشیع کا عقیدہ غیبت دربارہ امام مہدی

کلام ابن عمر

شیعہ عقیدہ غیبت کیا ہے؟

اہل تشیع کے مطابق 255ھ میں ان کے گیارہویں امام حسن عسکری کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام انہوں نے محمد رکھا۔ انہوں نے پانچ سال تک اپنے والد بزرگوار امام حسن عسکری کے ساتھ زندگی بسر کی اور سنہ 260ھ میں اپنے والد کی شہادت کے بعد لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے اور سال 329ھ تک آپ کی طرف سے چار وکیل اور نائب شیعوں کے مسائل حل کرتے رہے۔ اس عرصے کو غیبت صغری کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد غیبت کبری کا مرحلہ شروع ہوا اور اس عرصے میں شیعوں کے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری آپ کی طرف سے شیعہ فقہاء کے سپرد ہوگئی۔ شیعوں کے مطابق ان کے بارہویں امام مہدی آج تک زندہ ہے لیکن آپ لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک امام حسن عسکری کے ہاں کسی بیٹے کی پیدائش ہی مشکوک ہے، اور اس حوالے سے شیعوں کے پاس کوئی ٹھوس دلائل نہیں۔ اس حوالے سے جتنی شیعہ روایات ہیں، ان میں سخت اختلافات ہیں۔

شیعوں کا بارہواں امام کیوں غائب ہوا؟

شیعہ کتب کے مطابق بارہویں امام کے غائب ہونے کی وجہ قتل کا خوف ہے۔ شیعوں کے مطابق ان کے تمام ائمہ شہید ہوئے، اور عباسی خلفاء نے ان کے بارہویں امام کو بھی قتل کرنا چاہا جس سے بچنے کے لئے انہوں نے غیبت اختیار کی۔ چنانچہ شیعہ کتب میں درج ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس فرزند (یعنی امام قائم) کے لئے غیبت لازمی ہے۔ دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ تو فرمایا کہ اس کو قتل کا خوف ہوگا۔ علل الشرائع ص

شیعوں کے محدثین اپنی کتب میں بارہویں امام کا نام 'محمد' لکھنے کی بجائے 'م ح م د' لکھتے رہے تاکہ ان کا نام مخفی رہے اور یہ ایک نہایت عجیب حرکت تھی، اور معلوم نہیں کہ شیعہ کس کو دھوکہ دینا چاہتے تھے جبکہ اہل سنت کے ہاں بھی امام مہدی کا نام محمد ہی مذکور ہے۔ اسی حوالے سے بعض شیعہ روایات بھی ہیں کہ جن میں امام مہدی کا نام لینے والے پر لعنت بھیجی گئی، مثلاً امام غائب سے منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا" مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ سَمّانی فی مَحْفِلٍ مِنَ النّاسِ"یعنی ملعون ہے وہ جو لوگوں کی کسی محفل میں میرا نام زبان پر لائے. اور اس لعنت سے بچنے کیلیئے شیعہ علماء مجبوراً 'م ح م د' لکھتے رہے۔ میرا خیال ہے کہ امام غائب کو یہ حکم منسوخ ہی کر دینا چاہیئے تھا کیونکہ اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔

شیعہ اپنے امام کی تاحال غیبت کے لئے کیا دلائل دیتے ہیں؟

شیعہ امام کی غیبت کئی صدیوں سے جاری ہے اور شیعہ اس لمبی غیبت کے لئے مختلف عذر پیش کرتے ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے جابر بن عبداللہ انصاری کے اسی قسم کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:" والذی بعثنی بالنبوۃ انھم یستضیئن بنورہ وینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان جلّلھا السحاب" "اس خدا کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا، وہ لوگ اُس (امام مھدی) کی غیبت کے دور میں اس کے نور سے ضیاء پائیں گے اور اس سے اسطرح فائدہ حاصل کریں گے جیسے لوگ بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے فائدہ حاصل کرتے ہیں" اسی قسم کی تعبیر امام زمانہ سے خود بھی نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: " أما وجہ الانتفاع بی فی غیبتی فکالانتفاع بالشمس اذا غیبتھا عن الابصار السحاب" ' لیکن میری غیبت میں مجھ سے فائدہ حاصل کرنا اسی طرح ہے جیسے سورج سے اسوقت فائدہ حاصل کیا جائے جب وہ آنکھوں سے بادلوں کے پیچھے اوجھل ہو جائے"۔

کیا شیعوں کے پیش کردہ دلائل مضبوط ہیں؟

شیعوں کے بارہویں امام کی غیبت کی اصل وجہ جان کا خوف تھا، جبکہ شیعہ امام یہ جانتا تھا کہ اگر وہ قتل کر دیا گیا تو یہ دنیا باقی نہیں رہے گی (جیسا کہ شیعہ روایات میں مذکور ہے) اور جبکہ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے بعد کوئی امام قیامت تک

نہیں آئے گا (جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے) تو اس کو جان کا خوف ہونا ہی نہیں چاہئے تھا۔ اور بالفرض بشری تقاضوں کے سبب اس کو یہ خوف لاحق بھی ہو، تب بھی اس پر واجب تھا کہ اس خوف کو دور کرنے کے لئے اور اپنے دینی فرائض کو پورا کرنے کے لئے زبردست جدوجہد کرتے مثلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قریش کے بڑھتے ہوئے مظالم کے سبب دین کی تبلیغ میں رکاوٹ پر مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا۔

یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ شیعوں کا بارہواں امام ان کے عقیدے کے مطابق لوگوں کو صحیح معنوں میں ہدایت دے سکتا ہے، اور باقی لوگ چونکہ معصوم عن الخطا نہیں لہٰذا ان سے تبلیغ دین میں خطا کی گنجائش موجود ہے۔ اسی نظریے کو لے کر شیعہ عقیدہ امامت کا دفاع کرتے ہیں، لیکن بارہویں امام کی غیبت کے بارے میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ان کی غیبت کے دوران امام کے نائبین کی تبلیغ بھی کافی ہے۔ جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام کے نائبین کے درمیان جس قدر اختلافات موجود ہیں، وہ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ ان نائبین کا کسی معصوم عن الخطا شخص سے کوئی رابطہ نہیں، اور اگر ان نائبین کا امام سے کوئی رابطہ ہوتا تو ضرور اس سے روایت کرتے لیکن نہ انہوں نے بارہویں امام سے کوئی روایت کی اور نہ ہی شیعہ فقہاء نے ان روایات کو کوئی اہمیت دی۔ یعنی جس نظریے کی بنا پر شیعہ عقیدہ امامت کو ضروری سمجھتے ہیں، بارہویں امام کی غیبت کے بارے میں اسی کی نفی کرتے ہیں اور ان کے نائبین کو بھی تبلیغ دین کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

ایک شیعہ ویب سائٹ الکوثر پر ایک آرٹیکل میں لکھا ہے کہ

> " غیبت صغریٰ میں شیعہ مومنین امام علیہ السلام کے مخصوص نائب کے ذریعہ اپنے امام سے رابطہ رکھتے تھے اور اپنے الٰھی فرائض سے آگاہ ھوتے تھے، لیکن غیبت کبریٰ میں اس رابطہ کا سلسلہ ختم ھوگیا، اور مومنین اپنے فرائض کی شناخت کے لئے امام علیہ السلام عام نائبین جو کہ دینی علماء و مراجع تقلید ھیں؛ ان کی طرف رجوع کریں اور یہ واضح راستہ ھے جو حضرت امام مھدی علیہ السلام نے اپنے ایک قابل اعتماد عظیم الشان عالم کے سامنے پیش کیا ھے، امام مھدی علیہ السلام کے دوسرے نائب خاص کے ذریعہ پہنچے ھوئے خط میں

اس طرح تحریر ھے: "وَ اَمَّا الحَوَادِثُ الوَاقِعَةُ فَارْجعوا اِلیٰ رُواةِ حدیثنا فَاِنّہُمْ حُجَّتِي عَلَیکُم وَ اَنَا حُجَّةُ اللہِ عَلَیہِمْ"۔() "اور آئندہ پیش آنے والے حوادث (اور واقعات نیز (مختلف حالات میں اپنی شرعی ذمہ داریوں کی پہچان کے لئے) ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کریں، کیونکہ وہ تم پر ہماری حجت ھیں اور ہم ان پر خدا کی حجت ھیں۔۔۔""

http://alkosar.org/ordo/pages/news.php?nid=34

اس آرٹیکل میں جس روایت کا تذکرہ موجود ہے، اس سے یہ بہت واضح ہو جاتا ہے کہ شیعہ امام نے غیبت کے دوران شیعوں کو ترکے میں شیعہ علماء ہی چھوڑے ہیں، اور انہی کو ہدایت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس صورتحال میں اہلسنت یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر ان شیعہ علماء سے ہی دین حاصل کرنا ہے تو آپ کے عقیدہ امامت کا امتیاز ہی کیا رہتا ہے۔ اور شیعہ علماء پر ہدایت کے سلسلے میں کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے جبکہ شیعہ عالم محمد حسن السابقی النجفی صدر مجلس علماء شیعہ پاکستان اپنی کتاب "رسوم الشیعہ فی میزان الشریعہ" میں فرماتے ہیں کہ "در حقیقت قم کے بڑے بڑے مشائخ مقصر ثابت ہوئے ہیں" اور کچھ سطور بعد اسی صفحہ پر شیخ ابن بابویہ القمی المعروف شیخ صدوق جو کہ شیعہ کتب اربعہ میں سے ایک اہم کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" کے مولف بھی ہیں، ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "شیخ احسائی نے تو اس مسئلہ (یعنی شیعہ ائمہ سے سہو کے امکان کے بارے) میں ان کو کذوب تک کہہ دیا ہے" اور فرماتے ہیں کہ "علامہ محدث میرزا ابو الحسن الشریف نے مراۃ الانوار صفحہ 14 ص 42 میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء متقدمین فضائل کی احادیث کے راویوں کو غالی و مفوض کہہ دیتے تھے اسی وجہ سے محمد بن سنان، مفضل بن عمر، یونس بن عبد الرحمن جیسے راویوں کو بھی غالی کہہ دیا گیا جبکہ وہ نہ خود غالی تھے نہ ان کی احادیث سے غلو ثابت ہوتا تھا"۔ دیکھئے رسوم الشیعہ فی میزان الشریعہ ص94

اہل بیت ضرور ہدایت کا سر چشمہ ہیں لیکن اس بیت العنکبوت پر کس طرح اعتبار کیا جاسکتا ہے جس کی اندرونی حالت کی قلعی محمد حسن سابق نجفی نے اپنی کتاب میں کھول دی ہے۔ اگر کوئی معصوم امام واقعی پردہ غیبت سے ان کی ہدایت کا ذمہ دار ہوتا تو اس اختلاف کی ہرگز نوبت نہ آتی۔

ایک شیعہ عالم سید عبد الحسین موسوی لکھتے ہیں

> دین مبین میں نبی اللہ اور اس کے بندے کے درمیان رابط ہے اور نبی کی غیر موجودگی میں وہی نبی کا جانشین ہوسکتا ہے جو نبی جیسا ہو۔ حقیقت میں اللہ نے نبی کو بندوں کے ساتھ اپنا رابطہ قرار دیا ہے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان جب نبی نا ہو اُن کی غیر موجودگی میں وہی جانشین ہوسکتا ہے کہ جو[اگرچہ نبی نہ ہو لیکن] نبی جیسا ہو۔ اور دین کا معاملہ چونکہ خدا سے مربو ط ہے اس طرح نبی کا انتخاب کرنا خود اللہ کا عہدہ ہے اسی طرح نبی کی غیر موجودگی میں نبی کے جانشین کا انتخاب کرنا بھی اللہ کا ہی کام ہے۔
>
> http://newsnoor.com/Content/Content.aspx?Mode=1&PageCode=46882

یہ نظریہ تمام شیعوں کا ہے، اور اسی بنا پر ہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر نبی کا جانشین نبی جیسا ہونا چاہئے تو نبی کا جانشین بھی اگر کسی کو اپنا نائب مقرر کرتا ہے، تو اس کو اس نظریے کے مطابق نبی جیسا یعنی معصوم ہونا چاہئے۔ ظاہر سی بات ہے کہ خود شیعہ بھی اس کے قائل ہیں کہ ان کے علماء ہرگز معصوم نہیں۔ اس کا جواب شیعہ عالم موسوی نے یوں دیا کہ ایک مجلس اس کے اعمال پر کڑی نظر رکھتی ہے۔

> ولی فقیہ معصوم نہیں ہے مگر اُن کو معصوم جیسا عمل کرنا ہے اُن پہ [ارکان مجلس خبرگان رہبری کے] شیعہ سنی علماء کے مفتی اعظم نظر رکھے ہوئے ہیں کہ کہیں یہ اسلامی حاکم ایسی کوئی حرکت نہ کرے جو فضیلت عصمت کے ساتھ ٹکراتی ہو

http://newsnoor.com/Content/Content.aspx?Mode=1&PageCode=46882

ظاہر سی بات ہے کہ یہ تو بات پھر شورائی نظام کی طرف آجاتی ہے، جس کو شیعہ تسلیم نہیں کرتے لیکن امام غائب کی غیبت میں ان کو شورائی نظام پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ اور ایرانی حکومت میں یہی شورائی نظام نافذ ہے، اور اگر شیعہ امام در اصل زندہ ہے اور شیعہ علماء میں سے بعض کی اس تک رسائی بھی ہے تو شیعہ علماء میں اختلاف کے معاملے میں بھی ان کا فرمان سامنے آچکا ہوتا، لیکن شیعہ علماء خود بھی جانتے ہیں کہ یہ سب رام کہانی ہے اس لئے اگر ان میں سے کوئی کسی اختلافی امر میں اس کا دعوی غلطی سے بھی کرے تو دوسرے شیعہ علماء اسکو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ شیعوں کا بارہواں امام اگر واقعی موجود ہوتا تو ایرانی حکومت کے سربراہ کو خود مقرر کرتا، نہ کہ خمینی صاحب کو یہ کہنا پڑتا کہ "میزان رائی ملت است" یعنی عوام کی رائے ہی میزان ہے، اور نہ ایرانی حکومت کو تمام بیلٹ ڈبوں پر اس کو شائع کرنا پڑتا۔

اب کوئی خمینی کے جانشینوں کو سمجھائے کہ اگر عوام کی رائے ہی حق وباطل کا فیصلہ کر سکتی ہے، تو حکمران کے معصوم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے، اور اگر عوام کی رائے سے ہی حق وباطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے تو یہی فیصلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام مسلمانوں نے دیا تھا، اس کو بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ ان کا فیصلہ درست تھا، اور اگر کسی دوسرے کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر کیا ہوتا، تو عوام کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا رہنما منتخب نہ کرتی۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ شیعوں کا عقیدہ غیبت محض ایک ڈھکوسلہ ہے اور اس کی غیبت کا عقیدہ محض شیعوں کو اپنے عقیدے پر قائم رکھنے کا ایک حربہ ہے، اور کچھ نہیں۔